اقبالؔ اور فیضؔ اپنے عہد کے دو باکمال شاعر

کلیدی الفاظ: اقبالؔ#فیضؔ#عہد#باکمال،شاعر

ڈاکٹر محمد اقبال، آئی۔ جرمن
(اسسٹنٹ پروفیسر) صدر شعبہ اردو،
بی۔ شنکرانند آرٹس اینڈ کامرس ڈگری کالج،
کڈچی، تعلقہ رائے باغ، ضلع بیلاگاوی

ملخّص: مرزا غالبؔ، علامہ اقبالؔ اور فیض احمد فیضؔ اردو زبان وادب کے ایسے شعراء ہیں جن کا شمار عہد سازوں میں ہوتا ہے۔ تینوں نے فن شاعری میں کمال حاصل کیا۔ تینوں کے متعد اشعار انتہائی مقبولیت کے درجوں تک پہنچے۔ اس مختصر مضمون میں اقبالؔ اور فیضؔ کی حیات اور شاعری کی خصوصیات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

....

علامہ اقبالؔ ۹/نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ (پاکستان) میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات ۱۲اپریل ۱۹۳۸ء لاہور (پاکستان) میں ہوئی۔ علامہ اقبالؔ نے اعلیٰ تعلیم کی متعدد ڈگریاں حاصل کیں۔ اقبالؔ نے فلسفے میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے عالمی سطح کے دانشوروں میں خود کو شمار کیا۔ علامہ اقبالؔ اردو وفارسی کے انتہائی بلند مقام شاعر تھے۔ ساتھ ہی مستند نثر نگار، جانے مانے قانون داں اور سیاست داں تھے۔ اقبالؔ نے اپنی شاعری میں تصوف کی صاف ستھری صورت پیش کی ہے۔

علامہ اقبالؔ کو پاکستان کے قومی شاعر کی حیثیت حاصل ہے جبکہ ان کا لکھا ترانہ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' سارے عالم میں مشہور ہے۔ وہ ہند و پاک دونوں ملکوں میں اتنے ہی مقبول ہیں۔ اردو زبان وادب میں اقبالؔ کی شاعری کی اہمیت اور شخصیت کی خوبی بتلاتے ہوئے ایک جگہ پروفیسر رشید احمد صدیقی نے

تحریر کیا ہے:

''اقبالؔ کے بارے میں کہا جاتا ہے اور خود ان کے بیان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ انھوں نے تمام عمر مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں گزاری ہے۔ اس مطالعہ نے ان کے سوچنے اور کہنے کو کس طرح متاثر کیا اس پر یہاں بحث کرنا مقصود نہیں۔ کہنا یہ ہے کہ اقبالؔ نے ہمارے جذبۂ تخیل اور فکر کو جس خوبی سے جس غیر معمولی حد تک متاثر کیا وہ ان کا فلسفہ نہیں ہے ان کی شاعری ہے۔''

(نقوش اقبال [آٹھواں ایڈیشن]۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ ۲۰۰۲ء ص ۲۰)

مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنے ایک مضمون بعنوان ''اقبالؔ کی شخصیت کے تخلیقی عناصر'' میں ایک جگہ اقبالؔ کی شخصیت وفن اور تعلیم وتربیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کیا ہے:

''جب آپ اقبالؔ کے کلام کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اقبالؔ کا کلام ہمارے جانے پہچانے شعراء سے بہت کچھ مختلف ہے۔ اقبالؔ کا کلام ہمارے شعور واحساس قلب ووجدان اور اعصاب میں حرکت وحرارت، سوز وگداز، درد وتپش پیدا کرتا ہے اور پھر ایک ایسا شعلہ؟ جوالہ بن کر بھڑک اٹھتا ہے جس کی گرمی سے مادیت کی زنجیریں پگھل جاتی ہیں۔ فاسد معاشرہ اور باطل قدروں کے ڈھیر جل کر فنا ہو جاتے ہیں جس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کس قدر طاقتور ایمان، پُر درد وپُر سوز سینہ اور بے چین روح رکھتا ہے۔ قابل صد ستائش ہے وہ مدرسہ جس نے اتنی تربیت کی اور ایسی قابل قدر شخصیت تیار کی۔''

(نقوشِ اقبال۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ ۲۰۰۲ء ص ۵۰)

علامہ اقبالؔ نے مرے کالج (سیالکوٹ) میں ۳۹۸۱ء تا ۵۹۸۱ء تعلیم حاصل کی۔ وہ گورنمنٹ کالج (لاہور) میں ۵۹۸۱ء تا ۷۹۸۱ء رہے۔ اس کے بعد ۷۹۸۱ء تا ۹۹۸۱ء بھی گورنمنٹ کالج (لاہور) میں ہی زیر تعلیم رہے۔ اقبالؔ نے ۵۰۹۱ء تا ۷۰۹۱ء جامعہ کیمبرج میں تعلیم حاصل کی اور وہ ۵۰۹۱ء تا ۸۰۹۱ء ٹرینٹی کالج،

کیمبرج میں رہے۔اسی طرح میونخ یونیورسٹی میں وہ۱۹۰۷ءمیں رہے۔علامہ اقبال آرٹ فیکلٹی کے طالب علم تھے انھوں نے بی اے، ایم اے و پی ایچ ڈی کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کی تھیں۔اقبال پیشہ درس وتدریس سے بھی وابستہ رہے۔

☆اقبال کے اردوشعری مجموعے:

ا	بانگ درا	۱۹۲۴ء
ا	بالِ جبریل	۱۹۳۵ء
ا	ضربِ کلیم	۱۹۳۶ء
ا	ارمغانِ حجاز	۱۹۳۸ء (پہلا حصہ)

اقبال نے فارسی زبان میں بھی شاعری کی ہے۔ابتداء میں شاعری کے لئے اقبال کا فارسی زبان وادب کی جانب ہی جھکاو؟ تھا۔اس لئے اقبال نے اردو کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی اپنا کلام پیش کیا۔اقبال نے فارسی زبان میں بھی شعری مجموعے شائع کئے اوران کی نثری تصانیف بھی ہیں۔

☆اقبال کی شاعری کی خصوصیات:

علامہ اقبال ایک فطری شاعر تھے۔انھوں نے فلسفیانہ خیالات کوبھی دلکش پیرائے میں پیش کیا۔اقبال کی شاعری میں قومی، اسلامی، نفسیاتی، اخلاقی اورتہذیبی و سماجی موضوعات نہایت پُراثر انداز میں ملتے ہیں۔اقبال کے اشعار میں فکر کے ساتھ پیغام ملتا ہے۔فلسفہ ؟ خودی اقبال کی شاعری کا ایک خاص وصف ہے۔ خودی، یقین، عشق اورعمل، اقبال کی شاعری کے نمایاں اور بنیادی عناصر ہیں۔ اقبال کی شاعری میں رومانیت، برجستگی، شائستگی، جذبات کی عکاسی، قدرتِ خیال اورصنائع وبدائع کا اہتمام ملتا ہے۔اقبال کی شاعری میں درد ہے، تڑپ ہے، جوش ہے، آرزو ہےاور بےچینی وکرب ہے۔ بےچینی، حرکت اورعمل کواقبال نے اپنی شاعری میں زندگی سے تعبیر کیا ہے جبکہ سکون اورعیش وآرام کوانھوں نے اپنی شاعری میں کمزوری وموت بتلایا۔اس موضوع پراقبال کے کئی شعر ہیں، جیسے ؎

پلٹنا، جھپٹنا، جھپٹ کر پلٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتاہی

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کی گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

علامہ اقبالؔ کی شاعری میں کئی ایسی خوبیاں ہیں جو دیگر شعراء کے کلام میں نہیں ملتی۔ اسی لئے علامہ اقبالؔ کا موازنہ میرؔ و غالبؔ سے کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؔ کی شاعری دلوں کو گرما دینے والی شاعری ہے۔ علامہ اقبالؔ اپنے اشعار سے دلوں کے جذبے بیدار کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر اعجاز حسین نے علامہ اقبالؔ کی شاعری کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر کیا ہے:

''اقبالؔ نے اردو شاعری میں نہ صرف خیالات کا اضافہ کیا بلکہ نئی اور عمدہ تشبیہوں سے بھی چمن اردو کو شاداب کرنے کی کوشش کی ہے۔ فارسی کی ترکیبوں سے کلام میں زور پہنچاتے ہیں۔ کبھی کبھی الفاظ ثقیل ہوجاتے ہیں مگر زبان میں جب سادگی پیدا ہوجاتی ہے تو بہت زیادہ پُر لطف ہوجاتی ہے۔ نظر نگاری میں ان کا قلم کسی اچھے تصور کے قلم سے کم نہیں ہے جو منظر لکھتے ہیں نہایت دلکش اور شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اقبالؔ کے اشعار میں الفاظ کی ترتیب اس خوبی سے ہوتی ہے کہ ایک ترنم پیدا ہوجاتا ہے۔ ان کا انداز بیان فلسفیانہ ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی نظموں میں بھی وہ چیزوں کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان سے رموزِ خداوندی کا کوئی خاص مقصد بیان کرجاتے ہیں۔''

(مختصر تاریخ ادب اردو۔ بعد مزید ترمیم و اضافہ۔ پروفیسر ڈاکٹر سید اعجاز حسین۔

۱۹۳۴ء ص۱۶۱)

☆علامہ اقبالؔ کے چند منتخب مقبول اشعار:

علامہ اقبالؔ کی شاعری ان کی زندگی میں ہی نہایت مقبول ہوگئی تھی۔ اقبالؔ کا کلام اتنا مقبول ہے کہ ان کے کئی اشعار بلکہ طویل نظمیں بھی کئی لوگوں کو ازبر ہوگئی ہیں۔ علامہ اقبالؔ کے متعدد اشعار نہ صرف تحریروں بلکہ مناسب موقعوں پر تقریروں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

علامہ اقبالؔ اردو سے زیادہ فارسی کو اہمیت دیتے تھے۔ اِسی لئے وہ فارسی شاعری کرنے لگے تھے۔ ابتداء میں انہوں نے اپنی توجہ فارسی شاعری کی جانب ہی دی لیکن بعد میں اپنے استاد کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اردو کی جانب راغب

ہوئے۔انہوں نے اردو زبان کو نکھارنے کے لئے بڑی محنت کی اور ایسی ترکیبیں ایجاد کیں جس کی وجہ سے اُن کی شاعری انتہائی دلکش ہوئی۔ پروفیسر عبدالقادر سروری نے اقبالؔ کو میرؔ اور غالبؔ کے برابر بتلاتے ہوئے ایک جگہ ان کی شاعری کی خوبیاں اس طرح بیان کی ہیں:

''اردو زبان کی جو خدمت اقبالؔ کی شاعری انجام دیتی ہے وہ نہایت مہتمم بالشان ہے۔ میرؔ اور غالبؔ کو چھوڑ کر اردو میں سوائے اقبالؔ کے کوئی شاعر ایسا نہیں ملے گا جس نے زبان پر اتنا گہرا اثر ڈالا ہو۔انھوں نے اردو میں جتنے نئے اور خوبصورت الفاظ داخل کئے، جتنی ادبی ترکیبیں وضع کیں اور نفیس تشبیہوں اور استعاروں کا جس طرح وافر ذخیرہ فراہم کر دیا اس کی تفصیل کی اس اجمال میں گنجائش نہیں ہے۔''

(جدید اردو شاعری۔ پروفیسر عبدالقادر سروری۔۲۳۹۱ء ص۳۴)

فیض احمد فیضؔ ۳۱؍فروری ۱۱۹۱ء کو سیالکوٹ (پاکستان) میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات بتاریخ ۲۰؍نومبر ۱۹۴۸ء کو لاہور (پاکستان) میں ہوئی۔فیض احمد فیضؔ نے نہ صرف اردو، فارسی اور عربی زبان کی تعلیم حاصل کی بلکہ انھوں نے انگریزی زبان پر بھی محنت کر کے عبوریت حاصل کی۔فیض احمد فیضؔ نے مرے کالج (سیالکوٹ سے انٹرمیڈیٹ کی سند حاصل کی تھی، اس کے بعد انھوں نے گورنمنٹ کالج، لاہور) سے ۱۳۹۱ء میں بی اے کیا اور پھر ۳۳۹۱ء میں عربی زبان وادب میں بھی ایم اے پاس کیا۔فیض احمد نے ۵۳۹۱ء تا ۰۴۹۱ء ایم اے او کالج (امرتسر) میں لیکچرر کی پوسٹ پر کام کیا اور اس دوران ہی ان کا تعلق ترقی پسند مصنفین سے ہوا۔ ۰۴۹۱ء میں فیض احمد فیضؔ ہیلی کالج آف کامرس (لاہور) میں انگریزی کے لیکچرر بن گئے۔فیض احمد فیضؔ نے ۲۴۹۱ء میں کیپٹن کی حیثیت سے فوج میں ملازمت کی اور ترقی کر کے ۳۴۹۱ء میں میجر اور ۴۴۹۱ء میں لیفٹنٹ کرنل بن گئے۔ تقسیم ہند کے بعد ۷۴۹۱ء میں فیضؔ پاکستان ٹائمز اخبار کے مدیر بن گئے۔فیض احمد فیضؔ نے راولپنڈی سازش کیس میں چار سال تک مختلف جیلوں میں سزا کاٹی۔انھیں ۲؟ اپریل ۵۵۹۱ء کو

رہا کر دیا گیا۔فیضؔ احمد فیضؔ ترقی پسند تحریک کے نہایت بلند مقام شاعر مانے جاتے ہیں۔علامہ اقبالؔ اور فیض احمد فیضؔ کے کئی واقعات ایسے ہیں جن میں مماثلت پائی گئی ہے۔ جیسے دونوں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، دونوں کا انتقال لاہور میں ہوا، دونوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، دونوں نے ایک سے زائد زبانوں پر عبور حاصل کیا اور دونوں کی شاعری کا سفر غمِ جاناں سے شروع ہو کر غمِ دوراں پر ختم ہوا۔

☆ فیض احمد فیضؔ کے تصانیف:

ا	نقش فریادی	(پہلا شعری مجموعہ)	۱۴۹۱ء
ا	دست صبا	(دوسرا شعری مجموعہ)	۲۵۹۱ء
ا	زنداں نامہ	(تیسرا شعری مجموعہ)	۶۵۹۱ءا
ا	دست تہہ سنگ	(چوتھا شعری مجموعہ)	۵۶۹۱ء
ا	سر وادی سینا	(پانچواں شعری مجموعہ)	۱۷۹۱ء
ا	شام شہر یاراں	(چھٹا شعری مجموعہ)	۸۷۹۱ء
ا	میرے دل میرے مسافر	(ساتواں شعری مجموعہ)	۱۸۹۱ء

فیض احمد فیضؔ کا نامکمل کلام ''سارے سخن ہمارے'' کے عنوان سے لندن سے شائع ہوا اور کلیات بعنوان ''نسخہ وفا'' پاکستان اور ہندوستان دو ملکوں سے شائع ہو کر مقبول عام ہوا۔فیض احمد فیضؔ کی نثری کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں جن کے نام اس طرح ہیں:

میزان، صلیبیں میرے دریچے میں، متاع لوح و قلم، مہ و سال آشنائی، سفر نامہ

فیضؔ کی شاعری:

فیضؔ کا کمال یہ ہے کہ ترقی پسند تحریک سے جڑے رہنے کے باوجود ان کے کلام میں تمام شعری لوازمات سلیقے کے ساتھ ملتے ہیں۔ان کی اس خوبی پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک جگہ ساقی فاروقی نے تحریر کیا ہے:

''فیضؔ کو پڑھ کر سب سے پہلے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس انبوہ کثیر میں خلط

ملط ہوکر بھی انہوں نے شاعری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور درآمدہ شدہ خیالات کے ساتھ ساتھ شعریت کی ایک بے قرار لہر بھی ان کے لہجے میں الجھی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حشر کے میدان میں وہ واحد ترقی پسند شاعر ہیں جو ذرا سر اٹھا کر چل سکتے ہیں۔ حالانکہ کج کلاہی انھیں بھی زیب نہیں دیتی۔ ان کے دوسرے ساتھی اِدھر اُدھر کنی کاٹتے ہوئے بھاگے پھر رہے ہیں اور جائے امان نہیں۔ حق ہے وَتعزّمن تشا؟ و تزل ومن تشا۔''

(مطالعہ فیض یورپ میں۔ مرتب: اشفاق حسین۔ ۱۹۹۴ء ص ۸۱)

فیض احمد فیضؔ سرتاپا جمالیات کے شاعر تھے۔ ان کی شاعری میں نرمی، غنائیت، رومانیت اور روانی ملتی ہے۔ فیض احمد فیضؔ کی شاعری عام فہم ہے اور عام لوگوں کے دلوں کو متاثر کرتی ہے۔ فیض احمد فیضؔ کو پیکر تراشی میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔ فیضؔ نے لفظوں سے جس طرح مجسمہ سازی کی وہ بہت عمدہ ہے۔ امین مغل نے ان کی اس خوبی کو ایک جگہ اس طرح بیان کیا ہے:

''تجریدوں کو مجسم کرنا شاعری کی ایک خصوصیت ہے۔ کسی شاعر میں یہ زیادہ پائی جاتی ہے، کسی میں کم۔ فیضؔ تجریدوں کو مجسم کرنے کے ماہر ہیں۔ شاعری اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی لیکن فیضؔ کے ہاں یہ ایک خاص مقام رکھتی ہے۔''

(مطالعہ فیضؔ، یورپ میں۔ اشفاق حسین۔ ۱۹۹۴ء ص ۸۸)

فیض احمد فیضؔ کی شاعری میں ایک اہم خوبی غنائیت ہے۔ غنائیت سے نہ صرف دل کو خوشی ملتی ہے بلکہ اس سے انسان کی روح بھی تسکین پاتی ہے۔ غنائیت سے شاعری میں دلکشی پیدا ہوتی ہے۔ غنائیت غزل گوئی کا انتہائی اہم جز ہے۔ وہاب اشرقی نے فیض احمد کی شاعری میں غنائیت کے حوالے سے ایک جگہ تحریر کیا ہے:

''فیضؔ اپنے آپ کو عاشقانہ یا غنائیہ دائرے کا شاعر سمجھتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سارتر سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کی نظر میں عاشقانہ یا غنائیہ تحریر کا کیا مقام ہے اور جو جواب حاصل ہوا تھا وہ یہ کہ وہ ایک پگڈنڈی ہے شاہراہ نہیں۔ لازماً

فیضؔ اسی پگڈنڈی کے شاعر ہیں لیکن اس میں جو اُن کا پرفکشن (Perfection) تھا وہ درجہ؟ کمال کا تھا۔''

(تاریخ ادب اردو۔ ابتداء سے ۲۰۰۰ء تک۔ جلد دوم۔ وہاب اشرفی۔۲۰۰۹ء ص ۷۴۰)

فیض احمد فیضؔ کی شاعری کی اہمیت بتلاتے ہوئے ایک جگہ گوپی چند نارنگ نے بڑا دلچسپ بیان تحریر کیا ہے:

''اسلوبیاتی اور ساختیاتی سطح پر اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ عاشق، معشوق اور رقیب کی جو پرانی ساختیاتی تثلیث چلی آرہی تھی اور مذہبی ریا کاری اور ظاہر داری کا پردہ چاک کرنے کے لئے حق پوشی، انسان پرستی اور آزادہ روی کی جو دوسرے ساختیاتی سطح عہد وسطیٰ کی شاعری میں پیدا ہوگئی تھی اور جسے تمام کلاسیکی اردو شعراء نے بھی نبھایا۔ عہد جدید میں اس تثلیث میں ایک تیسری ساختیاتی سطح پیدا ہوئی جو نوعیت کے اعتبار سے سیاسی اور سماجی تھی۔ یہ اضافہ عہد حاضر کی دین ہے اور یہ سیاسی، سماجی، شعری اور اظہار فیض کے انقلابی آہنگ سے مخصوص ہوگیا اور فیض کے رنگ سخن کی پہچان قرار پایا۔ یہ حقیقت ہے کہ فیضؔ کا دامن روایت سے بندھا ہوا ہے لیکن ان کی شاعری روایتی اور رسمی شاعری نہیں ہے۔ اس میں معانی کی برابر تقلیب ہوتی ہے اور فیضؔ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ انہوں نے قفس میں جو طرز فغاں ایجاد کی، وہی بالآخر سب کی طرز بیاں قرار پائی۔''

(مطالعہ فیض، یورپ میں۔ اشفاق حسین۔۱۹۹۴ء ص ۸۸)

فیض احمد فیضؔ نے اپنی شاعری میں عشق کو ایک نئے انداز سے پیش کیا۔

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

اس طرح کا خیال فیضؔ نے نہایت دلکش انداز میں پیش کر کے سارے زمانے کی توجہ حاصل کی۔ فیض احمد فیضؔ نے اپنی شاعری میں حسن و جمال، تغزل،

رومان، رنگینی اور سوز برتنے کے باوجود عشق کو ثانوی درجے پر رکھا۔ فیض احمد فیضؔ نے عشق کو سب کچھ نہیں سمجھا اور نہ ہی کہا۔ فیضؔ نے عشق کو کبھی دیوانگی سے نہیں جوڑا، وہ باہوش وحواس اور ایک حد تک عشق و محبت کے قائل تھے۔ فیضؔ ایک ایسے عاشق تھے جو اپنے معشوق کو دل وجان سے چاہتے تھے اور رقیب کو بھی اپنا ہی سمجھتے تھے۔

فیضؔ کے پاس عشق میں ناکامی قابل برداشت ہے اور اس کا اظہار انھوں نے نہ صرف شاعری میں بلکہ عملی زندگی میں بھی کیا۔ فیضؔ نے ایک سے زائد عشق کئے اور ناکام بھی ہوئے۔ مگر انھوں نے عشق میں ناکامی کو بربادی نہیں سمجھا اور نہ ہی اپنے مستقبل کو ان واقعات سے متاثر ہونے دیا۔ فیضؔ کی شاعری میں عشق میں ناکامی کے بہت پُر اثر اشعار ملتے ہیں مگر فیضؔ نے اپنی شاعری میں زیادہ اہمیت غریب ومظلوم عوام کو دی۔ فیضؔ کی شاعری میں غریبوں اور مظلوموں کے جذبات کی بھرپور عکاسی نہایت موثر انداز میں ملتی ہے۔ قدرتی مناظر کی عکاسی بھی فیضؔ کی شاعری میں نہایت عمدہ ملتی ہے۔

فیض احمد فیضؔ نے غزلوں کے ساتھ نظموں میں بھی اپنا کمال دکھایا۔ فیضؔ کی نظموں نے انھیں اردو ادب میں بلند مقام عطا کیا۔ فیضؔ کی انتہائی مقبول نظموں میں مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ، تنہائی، سرود شبانہ، صبح آزادی، شیشوں کا مسیحا، زنداں کی ایک شام، میرے معصوم قاتل، انتظار، نثار تیری گلیوں پر اور اے روشنی کے شہر بھی شامل ہیں۔

فیض احمد فیضؔ کے چند منتخب مقبول اشعار:

فیض احمد فیضؔ کے اشعار عام فہم لفظوں میں اور آسانی سے سمجھ میں آنے والے ہیں لیکن یہ بہت رواں ہیں اور بے انتہا دلکش ہیں۔ چند مقبول اشعار بطورِ نمونہ پیش ہیں۔

تم آئے ہو، نہ شبِ انتظار گذری ہے
تلاش میں ہے سحر بار بار گذری ہے

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

ہم پرورشِ لوح وقلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

چلو اب ایسا کرتے ہیں ستارے بانٹ لیتے ہیں
ضرورت کے مطابق ہم سہارے بانٹ لیتے ہیں

ہم پر تمہاری چاہ کا الزام ہی تو ہے
دشنام تو نہیں ہے یہ اکرام ہی تو ہے

تری امید ترا انتظار جب سے ہے
نہ شب کو دن سے شکایت نہ دن کو شب سے ہے

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گذار کے
گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

اک طرزِ تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کے پیوند لگے جاتے ہیں

تلخیص (Summery)

علامہ اقبالؔ کا زمانہ ۱۸۷۷ء تا ۱۹۳۸ء رہا۔ وہ ۶۰ر سال ۶ ر مہینے اور کچھ دن حیات رہے جبکہ فیض احمد فیضؔ کا عہد ۱۹۱۱ء تا ۱۹۸۴ء ہے۔ فیضؔ ۷۳ر سال ۸ر مہینے اور کچھ دن زندہ رہے۔ فیضؔ نے علامہ اقبالؔ سے ۱۳ر سال زیادہ عمر پائی مگر ادب میں اقبالؔ کا مقام فیض احمد فیضؔ کے مقام سے بلند ہے۔ کچھ باتیں ہیں جو دونوں میں مشترک رہی ہیں جیسے دونوں کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی، دونوں کی وفات لاہور میں ہوئی، دونوں کا تعلق درس و تدریس سے رہا، دونوں کا تعلق سیاست سے رہا، دونوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، دونوں اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کے بھی جانکار تھے، دونوں نے شاعری کا آغاز غم جاناں سے کیا، پھر غم دوراں کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ دونوں نے قوم کی بھلائی کے لئے شاعری کی، دونوں کی شاعری ادب برائے زندگی سے جڑی ہے۔ اردو ادب میں اقبالؔ اور فیضؔ دونوں نے نہایت بلند مقام حاصل کیا، مگر دونوں کے کلام کی خصوصیات الگ ہیں۔ فیضؔ کی شاعری حسن و جمال سے پُر ہے تو اقبالؔ کی شاعری میں تڑپ اور جلال کا رنگ ملتا ہے۔ فیضؔ کے متعلق نفسیاتی مطالعہ کے تحت کہا گیا ہے کہ وہ بچپن میں لڑکیوں کی سنگت میں زیادہ رہے اس لئے ان کی شاعری میں نرمی پیدا ہوئی، مگر یہ بات غلط ہے۔ ہر انسان اپنی فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے اور فطرت ہی فنکار کے فن میں جھلکتی ہے۔ اقبالؔ اور فیضؔ دونوں کی فطرت الگ الگ تھی اسی لئے اگر فیضؔ کی شاعری میں نرمی ملتی ہے تو اقبالؔ کی شاعری خون میں گرمی پیدا کرتی ہے۔ اقبالؔ اور فیضؔ کی شاعری میں کچھ اشعار

ایسے بھی ہیں جن میں ترقی پسندی کے عناصر ملتے ہیں۔مگر انتہائی پُر اثر انداز میں یہاں دونوں ایک دوسرے کے کچھ قریب نظر آتے ہیں۔ جیسے ؎

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر گوشہ گندم کو جلا دو

(اقبالؔ)

تم ناحق ٹکڑے چن چن کر دامن میں چھپائے بیٹھے ہو
شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں کیوں آس لگائے بیٹھے ہو

(فیضؔ)

یا پھر

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

(اقبالؔ)

رہِ خزاں میں تلاشِ بہار کرتے رہے
شبِ سیہ سے طلب حسن یار کرتے رہے

(فیضؔ)

مجموعی طور پر دونوں کی شاعری کی خصوصیات مختلف ہیں۔فیضؔ کی شاعری میں عام فہم الفاظ ملتے ہیں جبکہ اقبالؔ کی شاعری میں مشکل الفاظ بھی شامل ہیں۔فیضؔ کے اکثر اشعار آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں جبکہ اقبالؔ کی شاعری تشریح طلب ہے۔فیضؔ پیکر تراشی میں مہارت رکھتے تھے۔وہ لفظوں سے بہترین مجسمہ سازی کرتے تھے جبکہ اقبالؔ کی شاعری میں فلسفہ ؟ خودی،اسلامی تعلیمات اور قوم کو بیدار کرنے کا جذبہ ملتا ہے۔اقبالؔ اور فیضؔ تقریباً ۲۷رسال ایک عہد میں رہے۔جس وقت فیضؔ جوان تھے علامہ اقبالؔ پچاس برس سے زیادہ کے ہو گئے تھے اور عالم ادب میں خود کو منوا چکے تھے۔فیض احمد فیضؔ بھی اقبالؔ کی حیات اور ادبی خدمات سے بے

حد متاثر تھے۔ مختصراً یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اقبالؔ اور فیضؔ دونوں اپنے عہد کے باکمال وعہد ساز شاعر تھے۔

کتابیات

(۱) اقبال کامل عبدالسلام ندوی ۲۰۱۴ء

(۲) بانگِ درا (شعری مجموعہ) علامہ اقبالؔ ۱۹۸۶ء
یونین پرنٹنگ پریس، دہلی

(۳) اقبالؔ کی ابتدائی زندگی اقبال اکادمی لاہور (پاکستان) ۲۰۱۸ء

(۴) اقبالیات تفہیم وتجزیہ اقبالؔ اکادمی، لاہور (پاکستان) ۲۰۱۳ء

(۵) ذکر اقبالؔ عبدالمجید سالک

(۶) اقبالؔ بحیثیت مفکر تعلیم بختیار حسین صدیقی ۱۹۸۳ء

(۷) اسلوبیاتِ اقبالؔ طارق سعید ۱۹۹۱ء

(۸) انقلابی شاعر۔ فیض احمد فیضؔ وصی احمد سندیلوی ۱۹۷۷ء

(۹) فیضؔ کی شاعری نصرت چودھری ۱۹۸۵ء

(۱۰) فیض احمد فیضؔ۔ روایت اور انفرادیت نصرت چودھری ۱۹۹۵ء

(۱۱) دستِ صبا (شعری مجموعہ) فیض احمد فیضؔ ۱۹۸۲ء

(۲۱) موجودہ عالمی استعماری صورتحال اور فیض کی شاعری ترتیب: شیخ عبدالرشید ۲۰۱۱ء

****